رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ALFAZL QADIAN

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ وَاللّٰہُ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | اب گیا

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر ◆ کاروباری اُمور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ- مہر محمد خان

جلد ۹	مطابق ۲۰ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ	یوم پنجشنبہ	مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۲۲ء	نمبر ۵۶

صحرائے افریقہ میں تبلیغ اسلام ص۱
جماعت احمدیہ کا مرکزی سالانہ جلسہ ص۳
اسمہ احمد ص۴
خطبہ جمعہ (احمدیوں کا پروگرام) ص۵
ہر ایک جگہ کی احمدی جماعتیں اپنے فرائض ص۷
حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری ص۸
۲۲ء کی سب سے پہلی پنجابی حماقت ص۹
اہلحدیث اپنے قول سے پھرنا چاہتا ہے ص۱۱
خبریں ص۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح شہزادہ ویلز کے تحفہ کے مضمون کی تیاری میں معروف ہیں۔ اس کی چھپوائی کے لئے جو ایک آنہ فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ اس میں ۱۷ جنوری تک ۷۹۰ آنے آچکے ہیں۔ احباب توجہ سے کام لیں۔ اور فی احمدی ایک آنہ کے حساب سے بہت جلد وصول کر کے ناظر صاحب بیت المال قادیان کے نام بھیجدیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے بڑے گھر میں بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔

میاں عبد السلام صاحب خدا تعالیٰ کے فضل سے اب اچھے ہیں

صحرائے افریقہ میں تبلیغ اسلام

دورے کا چوتھا دن

(از جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر)

ونیباہ رئیس ایجاکون سے رخصت ہو کر گیارہ میل کا سفر پیدل و بیمار میں طے کر کے رات کو ونیباہ پہنچے ایک مسیحی رئیس کے ہاں قیام کیا۔ تعلیم یافتہ مسیحی لوگوں کی ایک تعداد فوراً مکان پر حملہ آور ہوئے۔ اور خوب سلسلہ سوالات و جوابات شروع ہوا۔ مسیحی رئیس پر الحمد للہ کہ اچھا اثر ہوا۔ اور بولا "Your is no daubt a purfect riligon" آپ کا لاریب کامل مذہب ہے"۔ اس حملہ کا کامیاب اندفاع کر کے دو راتوں کی بے آرامی کے بعد آج اللہ کا شکر کر کے خوب آرام کیا۔ اور چوتھے دن کا انتظار کیا۔

سیرین سینگالی مورا کن آج مجھے گیارہ میل کا لمبا سفر طے کرنا ہے۔ اور گیارہ کا عدد آج تیسری مرتبہ مسافت میں شمار ہونیوالا ہے۔ ونیباہ بھی سالٹ پانڈ کی طرح چھوٹی بندر گاہ ہے۔ اور ضلع کا صدر ہے یہاں سے موٹر کی سڑک Sey-an Berro Coe نام جگہ کی طرف جاتی ہے۔ یہ جگہ آج میری منزل مقصود ہے شہر میں لوگ مجھے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور ایک شامی مسلمان سوداگر خصوصیت سے ملاقات کا خواہش مند ہے۔ اسلئے میں روانہ ہوا۔ اور اس عزیز سے ملا جو محبت سے پیش آیا۔ پیغام مسیح پاک سنایا گیا۔ اس دکان میں ایک سینگالی ودو مورا کن ملے۔ ہر چہار کو اسمعوا صوت السماء جاء المسیح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاء المسیح کی آواز سنائی ۔ جو انہوں نے شوق و محبت سے سنی ۔ اور "دجال" "دابۃ الارض" "یاجوج ماجوج" پر سوال کئے ۔ جن کا جواب زبانی دیا ۔ اور ساتھ ایک نسخہ "احمد المسیح الموعود" نذر کیا ۔ بعض عیسائی بھی جمع ہو گئے اور ایک نے بالحاح تمام [illegible] گیا ۔ اور لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا ۔ میں عیسائی مشنریوں کی کوششوں پر بھی خوش ہوں ۔ کہ انہوں نے مسیح موعود کی قبولیت کے لئے لوگوں کی ایک جماعت ہر جگہ تیار کر دی ہے ۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْر

آج چونکہ بارش ہے ۔ اور اسقدر موسلا دھار بارش ہے ۔ کہ دو گھنٹہ کامل ایک مکان میں ساحل سمندر پر انتظار کرنا پڑا ۔ تا بارش تھم جائے بارش تھمی ۔ اور چونکہ سڑک بند ہے ۔ اسلئے ساحل پر سے پیدل چلنا ہی قریب کا راستہ ہے ۔ اور اسی راستہ کو پسند کیا گیا ۔ محمد آدم نام ایک انگریزی دان مسلمان جو انگلستان میں رہ چکا ہے ۔ ہمارا رہنما بنا ۔ اور ہیماک بردار لڑکے جو ۲۲ میل تک میرے ساتھ آئے تھے ۔ اب واپس ہو گئے ۔ اور دوسری جماعت نزدیک کے گاؤں سے ان کی جگہ آگئی ۔ سب احمدی تھے ۔ ہم ساحل کے ساتھ چل پڑے ۔ سب سے اول سمندر کی غضبناک لہروں کا شکار ایک جہاز کنارے پر نیم اوندھا پڑا دیکھا ۔ اس کی مہیب صورت اور چھوٹی چھوٹی لہروں کو شریر کھلنڈرے بچوں کی طرح اس کے سوراخوں میں چھپتے اور باہر نکلتے ملاحظہ کیا ۔ اس کے بعد ایک دریا کی اسچواری یا فراخ دہانہ کو کشتی میں عبور کیا ۔ اور خدا پر توکل کر کے ناخدا کو اپنا زور لگانے کی تاکید کی ۔ اس دریا سے پار اتر کر تین پانیوں کے درمیان ظہر و عصر باجماعت ادا کی ۔ اور ماہی گیروں کی جھونپڑیوں ۔ ان کے سوروں ۔ کتوں ۔ بھیڑوں اور لمبے لمبے وسیع مہاجالوں اور کشتیوں پر نظر فکر و غور ڈالتے ہوئے سمندر کو دائیں اور دریا کو بائیں رکھ کر کچھ تھوڑا سا رستہ طے کیا ۔ ریت میں پاؤں گھستا اور تکان کا احساس ہونے لگا تو ہمارا مخلص ہیماک بردار لڑکوں نے بذریعہ ترجمان درخواست کی کہ میں ہیماک پر سوار ہو جاؤں ۔ اس سفر کی اسوقت ایک عجیب منزل شروع ہوتی تھی ۔ بعض جگہ کنارہ بلند و بعید ہو گیا تھا ۔ حتی کہ ایسا مقام آگیا ۔ جہاں ایک طرف بحر اور دوسری طرف کنارہ کی بلند ناقابل گذر دیوار تھی ۔ اس مقام پر سے گذرنا سمندر کے رحم پر موقوف تھا ۔ حالت مد میں گذرنا تو ناممکن مگر جزر میں بھی پر خطر تھا ۔ خصوصاً جبکہ سمندر متلاطم ہو ۔ بارش کی وجہ سے امواج بحر مست ہاتھی کی طرح ہو رہی تھیں اور گاہ گاہ باوجود جزر کی آہنی مضبوط زنجیر کے کنارے سے آ کر ٹکراتی تھیں ۔ ہیماک بردار ہوشیار ہو کر اور کہیں کہیں ذرا ٹھہر جاتے اور لہر کو ہٹتا دیکھ کر تھوڑے وقت سے متمتع ہو ۔ دوڑ کر پرخطر مقام کو عبور کرتے ۔ جب وہ دوڑتے ۔ تو میں جھولے میں بچے کی طرح اِدھر اُدھر جھومتا ۔ کبھی اِدھر کھسکتا ۔ کبھی اُدھر ہو جاتا مگر میں نے چھت کی لکڑی کو مضبوط ہاتھ ڈال رکھا تھا ۔ بعد میں جھولے میں اکڑ کر آنکھ بند کئے لیٹ جانا سیکھ لیا تھا اور اسوقت اس گر پر عمل کرتا ۔ ایک مرتبہ ایسا موقع آیا ۔ کہ دوڑتے ہوئے ہیماک بردار معاً ٹھہر گئے ۔ اور میں نے جو آنکھ کھولی ۔ تو سفید جھاگ کا برقعہ اوڑھے ہوئے والی امواج کے ہاتھوں کو سیاہ ٹانگوں کے گرد پایا ۔ میں ڈرا کہ کہیں آج نفس امارہ کی غلامی میں کوئی حرکت فرعونی کرنے کی سزا مقدر نہ ہو ۔ مگر موسیٰ کا ساتھی ہونا اور اِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ کا انعام فوراً یاد آ کر باعث تسکین ہوا ۔ اور یہ محض آنکھ کی جھپک تھی ۔ کہ ہیماک پھر رواں ہو گئی ۔ موجیں کھسیانی بنی ہو کر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میری طرف دیکھتی ہوئی پیچھے ہٹ گئیں ۔ برا کو میں رات گذاری ۔ اور صبح کو دو لیکچر دئے ۔ اور پھر یہی منظر یہاں سے واپسی پر دیکھا ۔ اور علماً اللہ کے کلام کی تفسیر مطالعہ کی ۔ چوتھا دن ختم ہوا ۔

ٹریٹوریل فوج کے متعلق ناظر امور عامہ کا ضروری اعلان

جہلم میں ۶۲ باسٹھویں پنجابی بٹالین ٹریٹوریل کی کھڑی ہوئی ہے ۔ جس طرح میں پہلے اعلان کر چکا ہوں ۔ اور سیکرٹری صاحبان کو لکھ چکا ہوں ۔ اور جلسہ پر اعلان کر چکا ہوں ۔ اب پھر توجہ دلاتا ہوں ۔ کہ ۲۵ پنجابی جالندھر میں ہماری ڈبل کمپنی بن رہی ہے ۔ مگر اضلاع مندرجہ ذیل کے احمدی اس میں حلقہ سے باہر ہونے کے باعث نہیں لئے جا سکتے تھے ۔ اسلئے انکو باسٹھویں بٹالین میں شامل ہونا چاہیئے جس نے چودہری شکر اللہ خان صاحب رئیس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کو جو چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر کے برادر خورد ہیں ۔ اس حلقہ کے لئے مقرر کیا ہے ۔ کہ وہ بھرتی کر کے ان کی تعداد دو سو پوری کرائیں ۔ اور اضلاع مندرجہ تحت میں اگر ممکن ہو سکے ۔ دو سو کے لوگوں کو بہم پہنچائیں ۔ اور جہلم میں لیجا کر خود بھرتی ہوں ۔ اور ان کو بھرتی کرائیں ۔ حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ میں تمام احمدی جماعت اضلاع متعلقہ سے درخواست کرتا ہوں ۔ کہ پوری کوشش کے ساتھ جلد سے جلد اس کام کو پورا کریں ۔ اور انبالہ سے لیکر لاہور تک کے اضلاع کے احمدی اپنے نام فوراً دفتر امور عامہ میں بقید ولدیت سکونت پیشہ وغیرہ دیگر حالات تعلیم و فوجی خدمات مع اسناد کے بھیجدیں ۔ تاکہ ۲۵ پنجابی ٹریٹوریل کے ڈبل کمپنی پوری ہو ۔ ہنوز اس میں ہمارے ۲۴ آدمی داخل ہو کر جالندھر چھاؤنی میں کام سیکھ رہے ہیں ۔ ایڈیٹر صاحب منشی غلام نبی صاحب بالانوی بھی ان میں شامل ہیں ۔ امید ہے کہ یہ مخلص جماعت اپنے خلیفہ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے بہت جلد گھروں سے نکل کھڑے ہونے کے لئے تیار رہینگے ۔ اور حکم پہنچتے ہی مقام مقررہ پر حاضر ہو جائینگے ۔ دیگر صوبجات میں بھی ایسی پلٹنیں کھڑی ہوئی ہیں ۔ ایک صوبہ کے آدمی دوسرے میں نہیں لئے جاتے اسلئے دوسرے صوبوں کے متعلق سردست کسی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے ۔

آئینہ صداقت

یہ وہ آئینہ ہے ۔ جسمیں حقیقت احمدیت کا چہرہ بے نقاب متجلی ہے ۔ اور جسمیں پیغامی فتنہ کے خط و خال صاف صاف منعکس نظر آجاتے ہیں ۔ اختلاف کے واقعات صحیح روشنی میں لائے گئے ہیں ۔ یہ کتاب پیغامی زہر کا مورخانہ و مبصرانہ طور پر تریاق اعظم ہے ۔ تمام احمدیوں کا فرض ہے کہ اس کتاب کو بغور مطالعہ کر کے خود فائدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۹ر جنوری ۱۹۲۲ء

جماعت احمدیہ کا مرکزی سالانہ جلسہ بابت سنہ ۱۹۲۱ء

جلسہ کا تیسرا دن - ۲۸ر دسمبر

دوسرا اجلاس

نماز ہائے ظہر و عصر سے فراغت کے بعد ۲ بجے حضرت خلیفۃ المسیح سٹیج پر تشریف لے آئے۔

مولوی سید محمد احسن صاحب بھی سٹیج پر لائے گئے۔ اور دو بجکر ۲۷ منٹ پر حافظ روشن علی صاحب نے تلاوت کی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک تازہ نظم جو نمبر ۵۱ دن کے صفحہ اول پر درج ہو چکی ہے۔ ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے پڑھی۔ اور دو بجکر پچاس منٹ پر پہلے وہی آیات جو پہلے دن کے لیکچر کے ابتدا میں تلاوت فرمائی تھیں۔ انہی کی تلاوت کے بعد یوں سلسلہ تقریر جاری ہوا:-

حضرت خلیفۃ المسیح ؑ کی تقریر

شہزادہ ویلز کیلئے تحفہ

فرمایا کہ بیشتر اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بقیہ لیکچر بیان کروں ایک تجویز اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس وقت اس ملک میں ہمارے بادشاہ کے فرزند اکبر بطور مہمان آئے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں بادشاہ وقت کی اطاعت کی تعلیم دی ہے۔ اب جبکہ وہ ہمارے ملک میں مہمان ہیں۔ قادیان دنیاداروں کی نظر میں ایسی جگہ نہیں۔ کہ وہ یہاں آئیں۔ نہ ہم ان کو زر و مال دے سکتے ہیں کہ وہ ان کے پاس ہم سے زیادہ ہے۔ یہ تو اہل اللہ کا ہی دل ہوتا ہے۔ کہ وہ کسی پر نہیں دیکھتے۔ بلکہ دل کو دیکھتے ہیں۔ اسلئے ہم ان کو وہ چیز دینا چاہتے ہیں۔ جو ان کے پاس نہیں اور ہرگز نہیں۔ وہ ہدایت اور اسلام کا پیغام ہے۔ اس کا طریق یہ ہے۔ کہ میں ایک رسالہ لکھوں جسمیں حالات حاضرہ کو سامنے رکھکر شہزادہ کو تبلیغ اسلام کروں۔ اور اس رسالہ کی تیاری کے لئے تمام احمدی کم از کم ایک ایک آنہ چندہ دیں۔ ہر ایک شخص اس سے زیادہ دے نہ کم۔ اور ایک تعداد معین کر دی جائے۔ کہ اتنے ضرور جمع ہو جائیں۔ مثلاً ۲۵ ہزار آنہ ہو۔ اس سے دشمنوں کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ ہماری جماعت کم از کم ۲۵ ہزار تو ضرور ہے۔ اور اس رسالہ کو خوبصورت چھپوایا جائے۔ اور اس کے ٹائٹل پر درج ہو کہ ۲۵ ہزار آنے سے چھپوایا گیا۔ اس کو عجوبہ کے طور پر شہزادہ پڑھ لیگا۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ لوگ درمیان سے اُٹھتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ اگر سنائی نہ دے تو بیٹھے رہیں اور بجز ضرورت کے اٹھنا ٹھیک نہیں۔

اس کے بعد حضور نے اپنی تقریر "ذات باری" شروع فرمائی۔ آج کے مضمون میں شرک اور وحدت وجود کی تردید میں مفصل بیان تھا۔ جب ۵ بجکر ۴۷ منٹ ہو چکے تو جناب مولوی سید محمد احسن صاحب بوجہ علالت رخصت لیکر واپس لیجائے گئے۔ اور حضور کی اس تقریر کا سلسلہ آٹھ بجکر پانچ منٹ پر ختم ہوا۔ مگر ابھی بہت سا حصہ باقی تھا۔ تقریر کے بعد فرمایا۔ کہ بیعت صبح لینگے۔ اور بقیہ تقریر کے متعلق ارشاد ہوا۔ کہ کل صبح کا وقت چودہری ظفر اللہ خان صاحب کا تھا۔ مگر انھوں نے اپنا وقت مجھے دیدیا ہے۔ اسلئے انشاء اللہ میں کل اپنی بقیہ تقریر ختم کرونگا۔

جلسہ کا چوتھا دن - ۲۹ر دسمبر

آخری اجلاس

اس اجلاس کی کارروائی دس بجے شروع ہوئی اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ دس بجکر ۲۵ منٹ پر تشریف لائے۔ اس ۲۵ منٹ کے عرصہ میں بہت سے احباب نے قرآن کریم و نظمیں پڑھیں۔ حضور کی آمد پر صاحبزادہ ناصر احمد صاحب نے میز پر کھڑے ہو کر قرآن کریم پڑھا۔ اور منشی قاسم علیخان صاحب نے خانصاحب ذوالفقار علیخان صاحب کی نظم پڑھی جو نمبر ۵۲ میں شائع ہو چکی ہے۔ اور پھر ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم اور حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری نے بھی نظمیں پڑھیں۔ یہ نظم خوانی گیارہ بجکر چار منٹ تک جاری رہی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ؑ کی تقریر

ان نظموں کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کھڑے ہوئے اور الست بربکم قالوا بلیٰ والی آیات تلاوت فرماکر ارشاد فرمایا کہ:-

بیشتر اس کے کہ میں اپنا بقیہ مضمون بیان کروں احباب کو ادھر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اپنے اعمال میں ترقی کرو۔ وہ زمانہ جبکہ لوگ دین سے بے خبر اور غافل تھے۔ اور کوئی قربانی نہ کرتے۔ اور صوم و صلوٰۃ کی طرف متوجہ نہ تھے اسوقت احمدیوں نے جو قربانیاں کیں۔ وہ بہت بڑھ گئی تھیں۔ اور انکی نظیر دی جا سکتی تھی۔ لیکن اب یہ لوگ بھی نمازوں کی طرف متوجہ ہیں۔ اور گلیوں میں نمازوں کے لئے آوازیں دیتے پھرتے ہیں۔ اور اپنی خلافت کے لئے قربانیاں کرتے ہیں۔ اور جیلخانوں میں جاتے ہیں۔ اب حالت بدل گئی۔ اور قربانی کا معیار بھی اونچا ہو گیا ہے۔ اسلئے تمہیں بھی اپنی حالت کو بدلنا چاہیئے اگر تمہاری قربانیاں اتنی بھی نہ ہوں۔ جتنی وہ اپنی خلافت کے لئے کرتے ہیں۔ تو تمہاری قربانیاں حقیر چیز کی قربانی کی طرح ہونگی۔ جن کو خدا تعالیٰ قبول نہیں کریگا۔ بلکہ تمہارے منہ پر ماردیگا۔ تمہیں بڑی قربانیوں کے لئے تیار ہونا چاہیئے اور غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر جان بھی جائے۔ تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ تم میں سے بھی بعض نے ہجرت کی۔ مگر قادیان کی طرف جو امن کی جگہ ہے۔ مگر غیر احمدیوں نے کابل کی طرف ہجرت کی۔ اور گو اسمیں ان کی غلطی تھی۔ مگر پھر بھی جس چیز کو حق سمجھتے تھے۔ اس کے لئے انھوں نے اپنی جانوں کو قربان کر دیا۔ تمہیں اس سے بڑھ کر نمونہ دکھانے کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔ اور اسلام کے لئے تمہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے مالوں اور جائدادوں اور عزیز و اقارب اور زمینداریوں کو چھوڑنا پڑے۔ تو تمہیں ذرہ بھی خوف اور ہچکچاہٹ نہ معلوم ہونی چاہیئے۔ پس ہر وقت اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو۔ کہ کوئی دنیاوی چیز ایسی نہیں۔ جو تمہیں خدا کی راہ میں قربانی سے روکے:

سید احمد نور صاحب نے صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کے جو حالات لکھے ہیں۔ ان میں ایک واقعہ بہت ہی مؤثر ہے۔ کہ جب شہید مرحوم یہاں سے گئے۔ تو انہوں نے دعوت و تبلیغ کے خطوط امراء کابل کے نام لکھے۔ اور ایک مُرید کو دیئے۔ اس نے کہا کہ میں گھر سے کپڑے لے لوں۔ انھوں نے اس سے خطوط لے لیئے۔ اور عبد الغفار خان مرحوم کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ میں لیجاتا ہوں۔ اور وہ لے گئے۔ شاید ان کی یہی خدمت تھی کہ اللہ نے انکو بہشتی مقبرہ میں دفن کرایا۔ اسلئے تمہیں اب قربانیوں کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ مثلاً اگر کابل کے احمدی اپنی احمدیت کو ظاہر کریں۔ اور وہاں کی حکومت جبراً ان سے احمدیت چھڑوائے۔ تو ہمارا فرض ہو گا۔ کہ ان کی مدد کریں اگر ہماری حکومت روکے۔ تو پھر احکام اور ہونگے۔ پس مت خیال کرو۔ کہ امن کا زمانہ ہے۔ بلکہ تم اپنی جانوں کی قربانیوں کے لئے تیاری کرو۔ میں فوجوں میں بھرتی ہونے کی جو ترغیب دیا کرتا ہوں۔ اس سے میری ایک یہ بھی غرض ہوتی ہے کہ اس طرح علاوہ اپنے بادشاہ کی خدمت کے موت کا خوف بھی کم ہو جائیگا۔

دیکھو فائدہ اٹھانے والے اس طرح فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مولوی عبد اللہ صاحب سنوری نے ایک دفعہ حضرت صاحب سے واپسی کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو۔ انھوں نے چھ مہینے تک نہ پوچھا۔ اتنے میں دفتر سے ان کی معطلی کے احکام جاری ہو گئے۔ مگر جب چھ مہینے کے بعد اجازت ملی۔ اور وہ واپس گئے۔ تو ایام معطلی کی ساری تنخواہ بھی مل گئی۔ اور نوکری پر بھی بحال ہو گئے اور ان کی معطلی دفتر کی غلطی قرار دی گئی۔ پس جو خدا کی راہ میں قربانی کرتا ہے۔ وہ ضائع نہیں ہوتا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ تم اپنی قربانی کے معیار کو بڑھاؤ۔

ایک خاص بات بھی کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے حضرت صاحب کی کتب کے لئے ایک بک ڈپو کھلوایا ہے۔ اس کے سرمائے کے لئے اپنے دستخطوں سے ایک خط بعض دوستوں کے نام لکھا۔ انہیں سے بعض نے جواب بھی نہیں دیئے۔ اگر ڈپٹی کمشنر کی چٹھی ہوتی تو وہ ضرور جواب دیتے۔ مگر کیا وجہ ہے۔ کہ خدا کے رسول کے خلیفہ کی چٹھی کا انہوں نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔ اسلئے انکو سبق دینے کے لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ جب تک وہ جواب نہ دینے کی وجہ نہ بتائیں۔ نہ میں ان کے خط کا جواب دوں گا۔ نہ ان کے لئے خاص دعا کرونگا۔ روحانیت کے ماتحت جو دعائیں ہیں وہ تو سب کے لئے ہیں۔ تم خدا کی فوج کے سپاہی ہو۔ مگر خدا کی فوجوں کے آداب سے ابھی ناواقف ہو۔ میں ایک احمدی فوجی افسر کا مہمان تھا۔ ہم کھانا کھا رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ اور اس نے کہا کہ بڑا افسر بلاتا ہے اس احمدی افسر نے لقمہ اٹھایا ہوا تھا۔ وہ مُنہ میں نہیں ڈالا۔ اور چھوڑ کر فوراً چلا گیا۔ اور بعد میں بتایا کہ ہم سے عہد لیا جاتا ہے۔ کہ جس حال میں ہو۔ افسر کے بُلانے پر پہنچو۔ میں احمدی ہوں۔ اس کی پوری اطاعت کرتا ہوں۔ یہی حالت تمہاری ہونی چاہیئے۔ اب تم سے مولفۃ القلوب کا سا سلوک نہیں ہو گا۔ ایک دفعہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول کی خدمت میں لکھا۔ کہ میں فلاں کام میں مشورہ طلب کرتا ہوں۔ جواب میں آپ نے لکھا کہ "نور الدین خلیفہ ہے۔ حکم دینا جانتا ہے۔ مشورہ دینا نہیں جانتا"۔ پس یہ آداب ہوتے ہیں۔ ان کو سیکھو۔ تمہاری حالت غیروں کے لئے نمونہ ہونی چاہیئے۔ ورنہ خالی باتوں اور خالی نمازوں سے خدا خوش نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد فرمایا۔ اس دفعہ میرا مضمون غیر معمولی طور پر لمبا ہو گیا۔ مجھے تو خیال تھا۔ کہ شاید ایک ہی دن بوجہ کھانسی کے تقریر کر سکوں۔ نوٹ تیار کرنے میں بھی اندازے میں غلطی ہوئی۔ اور اصل اندازہ تو خدا ہی کا ہوتا ہے۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا ہے۔ عرفت ربی بفسخ العزائم۔

اسکے بعد حضور کی بقیہ تقریر "ذات باری" ۱۲ بجے سے شروع ہو کر ڈھائی بجے ختم ہوئی۔ اور بیعت کے لئے ارشاد ہوا چنانچہ نئے لوگوں نے بطریق سابق بیعت کی۔ اور جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ اور سٹیج پر ہی سے حضور نے جانیوالے احباب سے مصافحہ فرمایا۔ اور روانگی کی اجازت دی:

نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی گئی۔ اور جلسے ہوتے رہے لے سو نیچ گئے۔ مگر حضور کے منشاء کے مطابق جلسہ جاری رکھا گیا۔ کہ وہ لوگ جو قادیان میں آج رہینگے۔ وعظ سن سکیں۔ پہلے چودہری فتح محمد صاحب ایم اے نے ہندوؤں چوہڑوں وغیرہ میں تبلیغ کی ضرورت پر مختصر تقریر کی۔ اور آدھ گھنٹہ کا وقت مولانا راجیکی کو ملا۔ اور آپ نے خاتم النبیین کے متعلق چند باتیں بیان فرمائیں۔ اور دُعا پر جلسہ ختم ہوا۔

فالحمد للہ رب العالمین۔

اسمہٗ احمد

حضور نے ایک صاحب کے استفسار متعلقہ اسمہ احمد کے متعلق لکھوایا:-

"میں جہاں تک سمجھتا ہوں کہ سورہ صف کی آیت اسمہ احمد میں دو شخصوں کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ ایک کی پیشگوئی تو ایک ایسی صفت کے ذریعہ سے کی گئی ہے۔ جو ظلی طور پر اس میں آئی ہے۔ اور دوسرے کی پیشگوئی اس طرح ہو گئی ہے۔ کہ ظل ہمیشہ کسی اصل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ صاف طور پر تو اس میں مسیح موعود کی پیشگوئی ہے۔ جو مجرد احمد ہے اور چونکہ احمد نام ظلی ہے۔ اور ظل ہمیشہ کسی اصل کا ہوتا ہے۔ اسلئے اس میں یہ پیشگوئی بھی آگئی۔ کہ کوئی اصل وجود بھی اس احمد سے پہلے آچکا ہو گا۔ پس دونوں کا وجود اس سے ثابت ہوتا ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا جو اصل ہے۔ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو ظل ہے کیونکہ ظل اپنے اصل سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ یہی معنی اس آیت کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں"

خاکسار نواب الدین، افسر ڈاک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبۂ جمعہ

جماعت احمدیہ کا پروگرام

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۶ر جنوری ۱۹۲۲ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اسلامی طریق کے مطابق محرم سے نیا سال شروع ہوا کرتا ہے۔ لیکن ملک کا دستور اور اس کی رسوم بھی بہت کچھ انسان کے اعمال پر اثر ڈالتی ہیں۔ ہمارے ملک کے دستور کے مطابق اس وجہ سے کہ ہمارے ملک پر حکومت کرنے والی قوم کے طریق اور دستور العمل کے مطابق جنوری سے نیا سال شروع ہوتا ہے۔ ہمارے کاموں میں بھی اس نئے سال کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے ملک کے عام رواج اور دستور کے مطابق یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ ایک نیا سال ہے۔ جو ہمارے لئے چڑھا ہے اور اس نئے سال میں یہ پہلا جمعہ ہے۔ جو ہمارے لئے آیا ہے۔ ابھی زیادہ دن نہیں گذرے کہ ہماری جماعت کے احباب مختلف جہات سے اکٹھے ہو کر قادیان جلسہ کے لئے آئے تھے۔ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے بولنے والوں کو سنانے کی جو توفیق دی۔ انہوں نے سنایا۔ اور سننے والوں کو سننے کی جو توفیق دی۔ انہوں نے سنا۔ قادیان کے رہنے والوں کو خدمت کا جو موقع خدا تعالیٰ نے دیا۔ اس سے انہوں نے فائدہ اٹھایا۔ اٹھایا۔ اس کے بعد وہ سال ختم ہو گیا اور نیا شروع ہوا۔ یہ ایک دورہ ہے۔ جو اسی طرح گذرتا چلا آرہا ہے۔ اور اسی طرح گذرتا چلا جائیگا۔ سال کے بعد سال آتا ہے۔ اور گذرتا جاتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے جب لوگ کہتے ہیں۔ نیا سال شروع ہو گیا۔ اس موقع پر ہر شخص کے دل میں نئی امنگ اور نئے ارادے پیدا ہوتے ہیں۔ سوچو کیا چیز نئی شروع ہوتی ہے۔ کیا انسان کی زندگی نئی شروع ہوتی ہے۔ زندگی کا تو بہت پہلے سے سلسلہ چلا آتا ہے۔ پھر کیا علم میں کوئی جدت پیدا ہو جاتی ہے کیا نیا سال اپنے ساتھ نئے علوم لایا کرتا ہے۔ نہیں یہ تو نہیں ہوتا۔ علوم تو حاصل کرنے سے ہی آیا کرتے ہیں۔ اگر کوئی پچھلے سال علم حاصل کرتا۔ تو اسے علم حاصل ہو جاتا۔ اور اگر نئے سال علم حاصل نہ کریگا۔ تو نہیں آئیگا۔ نیا سال اسے علم نہیں سکھا سکتا۔ پھر کیا نیا سال کوئی نیا طریق عمل لاتا ہے۔ جب سے انسان کو طاقتیں اور قوتیں ملی ہیں طریق عمل تو وہی ہے۔ جو پہلے مقرر ہو چکا۔ تو عمل کے لحاظ سے بھی نیا سال کوئی نئی چیز نہیں لاتا۔ جو اعمال انسان آنیوالے سال میں کرنا چاہتا ہے۔ وہ پہلے سال بھی جو گذر گیا ہے۔ کر سکتا تھا۔ اور اگر نئے سال بھی نہ کرنا چاہے۔ تو نیا سال اُسے مجبور کرا کر نہیں کرا لیگا پھر وہ کیا نئی چیز ہے۔ جو نیا سال لایا ہے۔ اور وہ کیا چیز ہے۔ جو نئے سال کے شروع ہونے پر انسان کے دل میں اُمنگیں پیدا کر دیتی ہے۔ یا واقع میں کوئی چیز ہے بھی یا نہیں ؟

میرے نزدیک ہر نیا سال جو آتا ہے۔ بعض نئی باتیں اپنے ساتھ لاتا ہے۔ گو وہ پرانی بھی ہوتی ہیں۔ لیکن ایک لحاظ سے نئی بھی ہوتی ہیں۔ پرانی تو اس لحاظ سے کہ اگر انسان چاہتا۔ تو ان کو پچھلے سال بھی مہیا کر سکتا تھا۔ اور نئی اس لحاظ سے کہ انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ اگر اپنے نصب العین کو قریب ترین نہ قرار دے لے تو بھول جاتا ہے۔ اور اس سے دور جا پڑتا ہے۔ جب تک انسان اپنی منزل مقصود کے سفر کو ٹکڑے نہ کرتا جائے۔ اس کے قابو میں نہیں رہتا۔ مثلاً دیکھو شریعت نے بھی اوقات مقرر کر دئے ہیں۔ جمعہ مقرر کر دئے ہیں۔ چھٹے دن کے بعد ساتواں دن جمعہ کا آجاتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فلاں عبادت کرو گے۔ تو ایک نماز سے لیکر دوسری نماز کے وقفے تک کے گناہ معاف ہو جائینگے۔ اور فلاں عبادت کرو گے۔ تو ایک دن کے گناہ معاف ہو جائینگے فلاں عبادت کرو گے۔ تو جمعہ سے لیکر جمعہ تک کے گناہ بخشے جائینگے۔ فلاں عبادت کرو گے۔ تو مہینہ کے گناہ بخشے جائینگے۔ فلاں عبادت کرو گے۔ تو سال کے گناہ بخشے جائینگے۔ فلاں عبادت کرو گے۔ تو سو سال کی عبادت کا ثواب حاصل ہو جائیگا۔ یہ تقسیم جو ایک وقت سے دوسرے وقت تک ایک ہفتہ ایک مہینہ ایک سال اور پھر کئی سالوں کی کیوں کی گئی ہے۔ اسی لئے کہ انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ ایک محدود زمانہ کو تو وہ مستحضر رکھ سکتا ہے۔ لیکن غیر محدود زمانہ کو نہیں رکھ سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مدرسہ والوں نے تعلیم کی تقسیم اوقات میں رکھ دی ہے۔ جو شخص پڑھنے کے لئے نکلتا ہے اسے پڑھتے رہنا چاہیئے۔ جب تک کہ تعلیم نہ حاصل ہو جائے۔ خواہ اسے دو تین چار پانچ دس پچاس سال لگ جائیں۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک سال کے بعد جماعتیں بدلتی اور ہر جماعت کے لئے وقت کی حد مقرر ہے۔ اور تعلیم پانے کے عرصہ کی تقسیم سالوں میں کر دی گئی ہے۔ کیوں اسی لئے کہ جب تک انسان کے سامنے زمانہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہ لایا جائے۔ وہ اپنے مقصد اور مدعا کو مستحضر نہیں رکھ سکتا۔ اور وہ بات اسے بھول جاتی ہے۔ جسے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مدرسہ والوں نے تعلیم کی مدت کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ جس وقت ایک لڑکا سکول میں داخل ہوتا ہے۔ تو اس کے سامنے بی اے اور ایم اے کی ڈگری نہیں ہوتی بلکہ یہی ہوتا ہے۔ کہ پہلی جماعت کا امتحان پاس کرنا ہے۔ اس طرح اس کی ہمت بلند اور حوصلہ بالا رہتا ہے۔ کیونکہ جب ایک حصہ کو وہ پورا کر لیتا ہے۔ تو اسے اپنی کامیابی کا احساس ہوتا ہے اور پھر وہ آگے بڑھتا ہے۔ اور اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر کے قدم آگے بڑھاتا ہے۔ اس کی مثال اس بچہ کی سی ہوتی ہے۔ جس کا ذکر ہم بچپن میں ایک کہانی میں سنتے تھے۔ آپ لوگوں نے بھی سنی ہوگی۔ کئی طرح بیان کی جاتی ہے۔ میں نے جو سنی تھی۔ وہ یہ ہے کہ ایک بچہ باہر نکلا۔ اس کے سامنے ایک جگنو پھول بن گیا۔ جب وہ اسے پکڑنے لگا تو پھول پیچھے ہٹ گیا۔ جب وہ اور آگے بڑھا تو پھول اور پیچھے ہٹ گیا۔ یہ دراصل آئندہ کی ترقیاں ہی ہوتی ہیں۔ جو جگنو کے پھول بننے کی طرح پھول بن کر آتی ہیں۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سال کے وقفہ پر کھڑی ہو کر پکارتی ہیں۔ کہ یہاں آؤ اور ہمیں پکڑ لو۔ جب انسان وہاں پہنچتا ہے۔ تو وہ ایک سال اور پیچھے ہٹ کر جا کھڑی ہوتی ہیں۔ کہ یہاں تک آؤ۔ تو ہمیں حاصل کر لو۔ اسی طرح بہتے ہوتے منزل پر پہنچا دیتی ہیں۔ اگر انسان ان کے پیچھے چلنے کی کوشش کرتا رہے۔ اور اگر کوشش نہ کرے۔ تو ناکام و نامراد ہو جاتا ہے۔

پس ہر سال نیا پروگرام اور نیا کام انسان کے سامنے لاتا ہے۔ اور اس طرح تقسیم کر کے اس کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جس سے انسان خوش ہو کر آگے کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ورنہ اگر ساری زندگی انسان کے سامنے ہوتی۔ تو اس کے پروگرام میں نہ تو ایسی باقاعدگی رہتی اور نہ اسمیں نیا جوش اور امنگ پیدا ہوتی۔ بلکہ جو سال گذر جاتا اس کے متعلق سمجھتا کہ میری زندگی سے کم ہو گیا ہے۔ آگے میں کیا کرونگا۔ اس طرح بے حوصلہ ہو کر ہمت ہار دیتا مگر جب اس کی زندگی سالوں میں تقسیم کر دی گئی۔ تو نئے سال کے آنے پر وہ کہتا ہے۔ اتنا کام مجھے اس سال کرنا ہے۔ اور اس طرح پہلے کی نسبت کچھ نہ کچھ آگے ہی بڑھتا جاتا ہے۔

ہمارے لئے بھی ایک نیا سال چڑھا ہے۔ اس وقت دو باتیں دیکھنی چاہئیں۔ اول تو یہ کہ پچھلا سال کیا گذرا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ آئندہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں ان دونوں باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سورۃ کا ایک حصہ گویا نئے سال کی ذمہ داریوں کا اظہار کرنے والا ہے۔ اور دوسرا حصہ گذشتہ سال کی تمام کارروائیوں پر ریویو اور تنقید ہے۔ وہ کس طرح؟ پہلا حصہ اس سورہ کا گذشتہ سال کی کارروائیوں پر نظر ڈالنے کے متعلق ہے۔ اور پچھلا حصہ اگلے سال کے متعلق اور وہ اس طرح۔ کہ انسان دیکھتا ہے۔ کہ پچھلا سال جو گذرا۔ اس میں بھی خدا تعالیٰ سے بندوں کا معاملہ رہا ہے۔ اس سال میں اپنی ذمہ داریوں کی ادائگی خدا تعالیٰ کیطرف سے اس پر فرض تھی۔ اور خدا بھی وہ جس کی بڑی بڑی نعمتیں اور فضل اس پر ہیں۔ آیا ان ذمہ داریوں کو اس صحیح اور پورے طور پر ادا کیا ہے۔ یہ ایک سوال ہے۔ جس کو انسان جب اپنے اندر اٹھائیگا۔ تو اسے یقیناً یہ جواب دینا پڑیگا۔ کہ میں نے اپنی ذمہ داریوں کی ادائگی میں بڑی بڑی کوتاہیاں کی ہیں۔ پھر اس بات پر نظر ڈالنی پڑیگی۔ کہ میں نے بڑی کوتاہیاں کی ہیں۔ مگر خدا نے مجھ سے کیا معاملہ کیا۔ کیا میں کوتاہیوں اور غفلتوں کی وجہ سے اس بات کا مستحق نہیں تھا۔ کہ خدا تعالےٰ مجھے پکڑتا۔ اور سختی سے سخت سزا دیتا مگر الحمد للہ اللہ ہی کی سب تعریف ہے۔ کہ اس نے مجھے سزا سے محفوظ رکھا۔ اور اس سال کے عرصہ میں سے صحیح و سلامت گذر آیا۔ اس نے میری غفلتوں۔ کمزوریوں۔ خطاؤں۔ کج راہیوں کو دیکھا۔ مگر باوجود اس کے کہ میں سزا کا مستحق تھا۔ اس نے مجھے پکڑا نہیں۔ حالانکہ وہ رب العٰلمین ہے۔ اگر وہ مجھے پکڑتا۔ تو اس کا حق تھا۔ کیونکہ دنیا کی ہر ایک چھوٹی سی چھوٹی چیز کا وہ رب ہے۔ اور میرا بھی رب ہے۔ کیا اس لحاظ سے کہ اس نے مجھے پیدا کیا۔ اور بڑھایا۔ اور کیا اس لحاظ سے کہ اس کی پیدا کردہ چیزوں کو میں نے استعمال کیا۔ اور فائدہ اٹھایا۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ مستحق تھا کہ میں اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا۔ مگر میں نے نہیں کی۔ اور باوجود اسکے کہ اس کا مجھ پر حق تھا۔ جسے میں نے ادا نہ کیا۔ لیکن پھر بھی اس نے مجھ سے چشم پوشی کی۔ اگر اس کا مجھ پر حق نہ ہوتا۔ اس نے مجھے پیدا نہ کیا ہوتا۔ اس کی پیدا کردہ چیزوں سے میں نے فائدہ نہ اٹھایا ہوتا۔ تو میں کہتا اس کا کیا حق تھا کہ مجھے پکڑتا۔ مگر اس کے مجھ پر اس قدر احسان ہیں۔ کہ جنہیں میں شمار بھی نہیں کر سکتا۔ اس نے مجھے ہی پیدا نہ کیا۔ بلکہ میرے لئے بے شمار چیزوں کو پیدا کیا۔ اس لحاظ سے بھی اس کا مجھ پر حق تھا۔ اس نے مجھے ہی پیدا نہیں کیا۔ بلکہ سورج کو بھی بنایا جس سے میں روشنی حاصل کرتا ہوں۔ اس نے مجھے ہی پیدا نہیں کیا۔ وہ غذا جو میں کھا کر زندگی پاتا ہوں اس کو بھی اس نے پیدا کیا ہے۔ پھر اس نے مجھے ہی پیدا نہیں کیا۔ اس نے چاند اور ستاروں کو بھی پیدا کیا ہے۔ جن کی روشنی سے غذائیں پکتی ہیں

پھر وہ پانی جو میں نے پیا۔ وہ مکان جس میں میں رہا۔ یہ سب اسی کے ہیں۔ غرض مجھے ہی اس کی ربوبیت سے تعلق نہیں۔ جن چیزوں سے میرا تعلق ہے۔ اور جن کے ذریعہ میری زندگی قائم ہے۔ ان کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے۔ کیونکہ وہ رب العالمین ہے۔ اس لئے اسے حق اور اختیار تھا۔ کہ مجھے گرفتار کر لیتا اور سزا دیتا۔ مگر الحمد للہ کیا ہی تعریف والا خدا ہے۔ کہ اس نے مجھے معاف کر دیا۔ پھر وہ رحمٰن ہے۔ جب مجھے خبر بھی نہ تھی۔ اس وقت اس نے میرے لئے سامان مہیا کرنے شروع کئے۔ میں اب پیدا ہوا۔ مگر وہ سورج جس کی روشنی میں میں نے آنکھیں کھولیں۔ جس کی روشنی میں میں نے خوبصورت چیزوں کو دیکھا۔ جس کی روشنی میں میں نے اپنے عزیزوں اور پیاروں کو دیکھا۔ مجھ سے کروڑوں سال پہلے پیدا کیا۔ میں پیدا ہوا۔ اور میری پیدائش کے ساتھ میرے پھیپھڑے پیدا ہوئے۔ جن کے ذریعہ میں نے ہوا میں سانس لیا۔ اور زندگی پائی۔ مگر یہ ہوا۔ جو میرے پھیپھڑوں میں گئی۔ اور جس نے مجھ میں نفخ روح کیا۔ اسے خدا تعالےٰ نے مجھ سے کروڑوں سال پہلے پیدا کیا۔ میرا اور میرے اعمال کا کوئی دخل اس کے پیدا ہونے میں نہ تھا۔ اسی طرح وہ غذائیں جو میں نے کھائیں۔ مجھ سے پہلے پیدا کیں۔ اسی طرح زمین جس پر میں چلتا ہوں۔ مجھ سے پہلے پیدا کی گئی۔ غرض جتنی اشیاء جن سے میری زندگی قائم ہے یا جن سے میرا تعلق ہے وہ ہمیشہ سے چلی آتی ہیں۔ اور میرے اعمال کے بغیر خدا تعالیٰ نے میرے لئے پیدا کیں۔ اس قدر عظیم الشان احسانوں کے ہوتے ہوئے اس کا حق تھا کہ میری ادنیٰ سے ادنیٰ خطا پر مجھے پکڑتا۔ مگر اس نے میری بڑی سے بڑی خطا سے چشم پوشی کی۔ پس الحمد للہ رب العٰلمین سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ کہ اس نے رحمان ہوتے ہوئے میری خطاؤں پر نگاہ نہ ڈالی۔ حالانکہ احسان کے بعد جو نافرمانی کی جائے۔ وہ زیادہ سخت سزا کا انسان کو مستحق بنا دیتی ہے۔ پھر وہ الرحیم بھی ہے۔ ادھر تو اس نے یہ احسان کئے۔ اور میری نافرمانیوں اور خطاؤں پر نظر نہ کی۔ ادھر میری ذرا سے ذرا محنت اور کوشش کو بھی ضائع نہ ہونے دیا۔ میں نے چھوٹے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے چھوٹا کام کیا۔ اور اس نے مجھے اس کا بڑے سے بڑا بدلا دیا۔ یہ نہ کیا کہ وہ سننے کو اس لئے روک لیتا۔ کہ میں نے اس کی نافرمانیاں کیں۔ جس طرح کسی نے کسی کا پندرہ روپے قرضہ دینا ہو۔ مگر دس اس کی طرف نکلتے ہوں۔ تو دس کاٹ کر باقی کے پانچ دے دیتا ہے۔ اس نے اپنا لینا تو معاف کر دیا۔ اور میرا حق جو اسی نے میرا حق اس طرح مقرر کیا ہے۔ کہ یہ ذرا بھی کام کریگا۔ تو میں بدلا دونگا وہ مجھے دیدیا۔ میری خطاؤں کی وجہ سے اس نے اسکو نہ روکا۔ اگر میں نے ہاتھ چلایا۔ تو اس نے نئی قوت عطا کی۔ اگر میں نے آنکھ کھولی۔ تو اس نے نیا نور عطا کیا۔ اگر میں چلا۔ تو اس نے میرے پاؤں کو اور زیادہ مضبوط کر دیا۔ اگر میں نے نماز پڑھی۔ تو اس نے روحانیت میں ترقی دی۔ اگر میں نے روزہ رکھا۔ تو اس نے تقویٰ میں ترقی دی۔ غرض ہر عمل جو دنیاوی فعل یا دینی کام میں نے کیا۔ اس کا مجھے بدلا دیتا گیا۔ یہ نہ کیا۔ کہ میں نے جو اسے قرض دینا تھا۔ اس میں وہ کاٹ لیتا پس الحمد للہ۔ بڑا ہی حمد والا خدا ہے۔ کہ میں نے سب کچھ کیا۔ بڑی بڑی خطائیں کیں۔ مگر ان کی طرف اس نے توجہ نہ کی۔ پھر وہ مالک یوم الدین تھا۔ کوئی کہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ وہ بہت بڑا محسن تھا۔ اس کے انسان پر بڑے حق تھے۔ مگر چونکہ وہ سزا نہ دے سکتا تھا۔ اس لئے اس نے نہیں دی۔ مگر ایسا نہیں ہے وہ مالک اور آقا تھا۔ جس وقت چاہتا پکڑ لیتا۔ کیونکہ اس کا حق بھی تھا۔ اور اُسے پکڑنے کی طاقت بھی تھی۔ بعض اوقات حق تو ہوتا ہے۔ مگر چونکہ طاقت نہیں ہوتی۔ اس لئے انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالےٰ کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ وہ جزا و سزا کے دن کا مالک تھا۔ وہ جب چاہتا۔ پکڑ سکتا تھا۔ مگر اس نے کچھ نہ کہا۔ اور سال گذر گیا۔ جس میں اس نے اپنی ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت میرے لئے جاری رکھی۔ اور مالکیت کا پہلو بھی ساتھ ہی رہا۔ پس الحمد للہ کہ میں اسی رستہ پر ایک سال چلا۔ اور خدا کے فضل سے صحیح و سلامت رہا۔

جب بندہ اس پچھلی حالت کو دیکھتا ہے۔ تو آئندہ کے لئے اپنا نیا پروگرام بناتا ہے۔ کہ پیچھے تو جو ہو گیا۔ ہو گیا۔ اب اس طرح نہ کرونگا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور فرمانبرداری کرونگا۔ جب وہ ارادہ کرتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ ایاک نعبد۔ حضور گذشتہ سال کے لئے تو میں شکر گذار ہوں۔ کہ اپنی خطاؤں اور کوتاہیوں کے خمیازہ سے بچ گیا۔ اب ایسا نہیں ہو گا۔ تیرا بڑا تابعدار غلام بنا رہونگا۔ وایاک نستعین اور تجھ سے مدد مانگتا ہوں۔ کہ میرا یہ پروگرام پورا ہو اھدنا الصراط المستقیم مجھے وہ رستہ دکھا۔ کہ جس پر چل کر مجھے وہ ملامتیں پیدا نہ ہوں۔ جو گذشتہ سال کے طرز عمل سے پیدا ہوئی ہیں۔ اگلے سال میرے یہ خیال نہ ہوں۔ بلکہ یہ کہوں کہ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ میں نے خدا تعالیٰ سے رستہ مانگا تھا۔ اس نے مجھے دکھایا جو بالکل سیدھا رستہ تھا۔ جس پر وہ لوگ چلتے رہے۔ جن پر اس نے انعام کئے۔ اور وہ ضال اور مغضوب لوگوں کا رستہ نہ تھا۔

یہ وہ پروگرام ہے۔ جو ہماری جماعت کے مد نظر رہنا چاہیئے۔ اس کے متعلق یہ تو سال کے ختم ہونے پر ہی معلوم ہو سکیگا۔ کہ کتنا پورا کیا گیا یا پچھلا تجربہ بتا سکتا ہے۔ کہ پچھلے سال کتنا پورا کیا تھا۔ اور آئندہ کتنا پورا ہو گا۔ بہر حال پروگرام مقرر کرنے سے یہ احساس ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ انسان عمل کو تقسیم کر کے معلوم کر سکتا ہے۔ کہ پیچھے کیا ہوا۔ اور آگے کیا کرنا ہے اور سالوں کو تقسیم کر کے وہ آگے کے لئے مستعد اور تیار ہو جاتا ہے۔ اگر ساری عمر مد نظر ہوتی۔ تو وہ کہتا اتنا عرصہ خراب ہو گیا ہے۔ اب کیا کرونگا۔ مگر اس حصہ کو جو گذر جاتا ہے۔ وہ الگ کر دیتا ہے۔ اور نئے سرے سے کام کرنے لگتا ہے۔ اس طرح اس کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔

ہم نے بھی یہ پروگرام بنایا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم دیکھیں پچھلے سال جو خطائیں اور کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ وہ اس سال نہ ہوں۔ گذشتہ سال کے متعلق خدا کا شکر کریں۔ کہ اس نے ہمیں اپنی خطاؤں کے خمیازہ سے محفوظ رکھا۔ اور آگے کے لئے اس سے درخواست کریں کہ سیدھا رستہ دکھائے ؛

یہ بہترین سے بہترین پروگرام ہے۔ اور اس سے بہتر کوئی پروگرام نہیں ہو سکتا۔ بندہ کا فرض ہے کہ اسکو اپنا نصب العین قرار دے۔ جب وہ اسے اپنا نصب العین قرار دیگا۔ تو کچھ نہ کچھ ضرور کریگا۔ اس پروگرام کو اگر ہماری جماعت یاد رکھے۔ جس کو سورہ فاتحہ میں بیان کیا گیا ہے۔ تو اگلا سال جو اس پر آئیگا۔ وہ اس کے لئے سورہ فاتحہ کو اور رنگ میں پورا کریگا۔ یہ سورۃ تو وہی رہیگی۔ مگر یہ کروڑوں معنی رکھتی ہے۔ اور میں نے نہیں دیکھا کہ آج تک اس کے معنے ختم ہوئے ہوں۔ تو اگلے سال اس کے معنے اور رنگ میں ہونگے۔

بہر حال یہ پروگرام ہے۔ جسے ہماری جماعت کے ہر شخص کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔ پہلے حصہ کو پچھلے سال پر چسپاں کر کے غور کرنا چاہیئے۔ اور اگلا حصہ اگلے سال پر چسپاں کرنا چاہیئے۔ اگر یہ نصب العین رہے۔ تو کمزور سے کمزور انسان بھی اسے کچھ نہ کچھ پورا کر لیگا ؛

مختصراً اس دفعہ اتنا ہی بیان کرتا ہوں۔ تفصیل اللہ تعالیٰ چاہے۔ تو آئندہ بیان ہوتی رہیگی۔ خدا تعالےٰ ہماری جماعت کو توفیق دے۔ کہ آئندہ کے لئے جو اس کا پروگرام ہے۔ اسے پورا کرے ؛

ہر ایک جگہ کی احمدی جماعت کے امیر کے فرائض

مندرجہ ذیل فرائض "امراء" کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

۱۔ جماعت کے تمام انتظام کا ذمہ دار امیر ہو گا (۲) امیر عموماً کثرت رائے کا احترام کریگا۔ مگر چونکہ وہ ذمہ دار ہو گا اس کا حق ہو گا کہ جس وقت کسی تجویز کو سلسلہ کیلئے مضر یا مخل امن و انتظام دیکھے اپنے اختیار سے اسے روک دے اس صورت میں اسے یا تو وہ وجوہ رجسٹر میں لکھنی پڑینگی یا یہ لکھنا ہو گا کہ بعض ایسی وجوہ کی بناء پر میں کثرت رائے کے خلاف فیصلہ کرتا ہوں جن کا اظہار میں مفاد سلسلہ کے خلاف سمجھتا ہوں تاکہ اگر لوگوں کو امیر کے طرز عمل کے خلاف شکایت ہو تو اس سے وجوہ دریافت کی جا سکیں (یعنی خلیفہ وقت یا اس کے قائمقام کی طرف سے) (۳) جلسہ کیوقت عموماً متفقہ رائے حاصل کرنی چاہیئے یعنی اس طور پر جلسہ کی کارروائی چلائی جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی ڈائری

۲۶ر نومبر ۱۹۲۱ء - بعد نماز ظہر

اندھیرے میں نماز

ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا اندھیرے میں نماز پڑھنا منع ہے؟ فرمایا کوئی منع نہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں نماز پڑھتے تھے۔ اور جب سجدے کو جاتے تھے۔ تو آگے حضرت عائشہ رضؓ پڑی ہوتی تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے پیروں کو اکٹھے کر لیا کرتی تھی۔

اذان

انہی صاحب نے سوال کیا کہ کیا جماعت کے لئے اذان ضروری ہے۔ فرمایا۔ ہاں اذان ہونی چاہیئے لیکن اگر وہ لوگ جنہوں نے جماعت میں شامل ہونا ہے وہیں موجود ہوں۔ تو اگر اذان نہ کہی جائے۔ تو کچھ حرج نہیں۔ لوگوں نے اس کے متعلق مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مگر میں ایک دفعہ حضرت صاحب کے ہمراہ گورداسپور کو جا رہا تھا۔ راستہ میں نماز کا وقت آیا۔ عرض کیا گیا کہ اذان کہی جائے۔ فرمایا کہ احباب تو جمع ہیں۔ کیا ضرورت ہے۔ اسلئے اگر ایسی صورت ہو۔ تو نہ دی جائے۔ ورنہ ضرور دینا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے کسی دوسرے کو بھی تحریک نماز ہوتی ہے۔

اذان بھی الگ ہو

عرض کیا گیا کہ کیا اگر غیر احمدیوں نے اذان کہی ہو۔ تو اسی اذان کی بنا پر احمدی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ فرمایا کہ اذان علیحدہ طور پر خود کہنی چاہیئے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ اذان سے شیطان بھاگتا ہے۔ جس کی اذان نہیں۔ اس سے شیطان نے کیا بھاگنا تھا۔

غیر احمدیوں کی نماز کیوقت اپنی علیحدہ نماز

سوال ہوا۔ کہ اگر غیر احمدی نماز پڑھ رہے ہوں تو ہم احمدی وہیں علیحدہ نماز پڑھ لیں۔ فرمایا۔ ہاں! مگر ان کی نماز میں روک نہیں ہونا چاہیئے۔

دو آدمیوں کا جمعہ

سوال ہوا۔ کہ کیا دو آدمیوں کا بھی جمعہ ہو سکتا ہے۔ فرمایا ہو سکتا ہے۔

علماء یورپ کی خوش فہمی بندر اور انسان کے درمیان کی مخلوق

جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے کو متبسم ہو کر مخاطب کر کے فرمایا کہ آج تار چھپا ہے کہ انسان اور بندر کے درمیان کی (missing link) مسنگ لنک کی ہڈیاں اوڈیشیا (علاقہ افریقہ) میں مل گئی ہیں۔ فرمایا بہت خوشی منائی جا رہی ہے۔ اور جا بجا اس کے نظارے دکھائے جا رہے ہیں۔

فرمایا۔ اس سوال کا نہیں معلوم یہ لوگ کیا جواب دیتے ہیں۔ کہ مانا ہزاروں اور لاکھوں سال کے تغیر کے بعد بندر سے انسان بنجاتے ہیں۔ مگر کیا وجہ ہے کہ جبکہ بندر بھی موجود اور انسان بھی موجود ہیں۔ تو یہ درمیانی نسل گم ہو گئی۔ اگر واقعی بندر سے ہی ترقی کر کے انسان بنتے ہیں۔ تو اب وہ missing link بھی گم نہیں ہونی چاہیئے تھی اور اب بھی بندروں سے انسان بنتے۔ تو الد و تناسل کے سلسلہ کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اسی طریق سے آدمی بنائے جاتے۔ ہنسکر فرمایا۔ کہ جرمنی کے لوگ جو افزائش نسل کے لئے انعام مقرر کر رہے ہیں۔ کارخانے کھولدیتے اور ہر سال اس مخلوق سے آدمی بنا بنا کر دنیا میں پیش کرتے۔

انگلستان میں نان کوا پریٹروں کی مخالفت

جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری کے عرض کرنے پر کہ گاندھی نے اب مسلمانوں کے لئے اعلان میں کیسے لفظ لکھے ہیں۔ فرمایا کہ چھ مہینے سے میرے خیالات مسٹر گاندھی کے متعلق بدل گئے ہیں۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ ان میں مسلمانوں سے کوئی ہمدردی نہیں۔ فرمایا کہ بمبئی کے فساد کا ولایت کی لیبر پارٹی پر بھی برا اثر پڑا ہے۔ تار جو چھپے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے خلاف سخت مضامین لیبر اخبارات ہی لکھ رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ شہزادہ کے بائیکاٹ کرنے سے کیا مطلب۔ کیونکہ وہ لوگ تو جانتے ہیں کہ شہزادہ کا سلطنت میں کیا دخل اور اثر ہے۔

۲۹ر نومبر ۱۹۲۱ء بعد عصر

سکھ لیڈروں کی گرفتاری

فرمایا کہ اخبار میں اکالیوں کے بڑے بڑے سرکردہ سات لیڈر پکڑے گئے ہیں۔ جنمیں پربندھک کمیٹی کے صدر اور سیکرٹری اور سردار جناب سنگھ سابق لوائس پریذیڈنٹ پنجاب کونسل بھی شامل ہیں۔ جب ان لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ تو ایک سکھ پولیس کے آگے لیٹ گیا کہ مجھے بھی پکڑ لو۔ اسکو ہر چند کہا گیا کہ تمہیں ہم پکڑنا نہیں چاہتے۔ مگر جب موٹر کے پہیوں کے ساتھ لپٹ گیا۔ تب اسکو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اس الزام میں کہ وہ سرکاری آدمیوں کو ان کے فرض منصبی کی ادائیگی میں روک ہوا۔

فرمایا۔ اب وائسرائے نے اپنی ایک تازہ تقریر میں اعلان کیا ہے کہ گورنمنٹ اب اپنی پوری قوت کو استعمال کریگی۔

اگر پنجاب کی غلطی کا اعتراف کیا جاتا تو یہ حالت نہ ہوتی

فرمایا کہ ۱۹۱۹ء میں امرتسر اور قصور میں سرکاری افسروں سے جو غلطی ہوئی اسکو اگر اسی وقت مان لیا جاتا۔ اور ان افسروں کو موقوف کر دیا جاتا۔ اور اعلان کر دیا جاتا کہ یہ افسروں کی غلطی تھی۔ گورنمنٹ کا اس سے کچھ تعلق نہیں۔ تو یہ حالت نہ پیدا ہوتی۔ اسوقت یہ خیال کیا گیا کہ اگر غلطی کا اقرار کیا گیا تو رعب میں فرق آ جائیگا۔ اور محض اس خیال کی خاطر یہ تمام انتظامی غلطیاں ہو کر آج یہ حال ہوا۔

مسٹر گاندھی کا اسلام پر الزام

فرمایا ابھی مسٹر گاندھی کے پچھلے اعلانوں پر بمشکل ایک ہفتہ گذرا ہے کہ آج انہوں نے ایک اور اعلان شائع کر دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ہم اس شور و ہنگامے میں موپلوں کو تو بھول ہی گئے۔ موپلے غلطی خوردہ لوگ ہیں۔ وہ اپنا مذہب سمجھ کر یہ کچھ کر رہے ہیں۔ لیکن ان پر جو مظالم ہو رہے ہیں۔ وہ بہت سخت ہیں۔ اس طرح ایک تو ان فسادات سے لوگوں کی توجہ ہٹانی مقصود ہے۔ اور دوسرے اس طرح اسلام پر بھی اعتراض کر دیا ہے کہ اس نے سختی کی تعلیم دی ہے۔

یکم دسمبر ۱۹۲۱ء - بعد نماز عصر

میاں مظفر الدین صاحب بن حضرت میاں تاج الدین مرحوم لاہور نے ملاقات کی۔ جو عراق سے واپس آئے ہیں۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے عربی بھی سیکھی ہے۔ میاں صاحب نے عرض کیا کہ بولنے کی زبان تو خوب سیکھ لی ہے۔ مگر تحریری زبان کے سیکھنے کا موقع نہ تھا البتہ ترکی زبان تحریری و تقریری دونوں میں خوب مہارت حاصل ہو گئی ہے۔

عورت کی امامت

ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا عورت جماعت کرا سکتی ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سنہ ۱۹۲۲ء کی سب سے پہلی پیغامی حماقت

"قاضی اکمل سے ایک سوال" کا عنوان دیکر جناب نذر علی صاحب پشاوری نے ایک مضمون پیغام ۱۷ر جنوری سنہ ۱۹۲۲ء میں چھپوایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :۔

میں (اکمل) نے تشحیذ جلد ۹ نمبر ۱۲ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا رجوع عن التکفیر ایک مضمون لکھا۔ اس میں پہلے رؤیا مسیح موعود کے الفاظ درج کئے۔ انی رایت ان ھذا الرجل یومن بایمانی قبل موتہ ورایت کانہ ترک قول التکفیر۔ اور پھر اس کا ترجمہ کیا "میں نے دیکھا کہ یہ شخص (محمد حسین بٹالوی) اپنے مرنے سے پہلے میرے مومن ہونے کو تسلیم کریگا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس نے گویا تکفیر کا قول چھوڑ دیا" اور اخیر میں لکھا۔ محمد حسین نے (عدالت میں) تسلیم کیا۔ کہ ہم احمدیوں کو قرآن و حدیث کا ماننے والا تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہی حضور مغفور نے رؤیا میں دیکھا۔

کانہ ترک قول التکفیر و تاب۔

اس کے بعد پشاوری صاحب کہتے ہیں کہ محمد حسین مرا یانہ × × × کیونکہ وہ قول تکفیر سے تائب ہوا۔ اور یومن بایمانی۔ اس نے مسیح موعود کے مومن ہونے کو تسلیم کر لیا۔ تو اب تمام دنیا کو کافر بنانے کے کیا معنے ہوئے اس فلسفہ کو ذرا قاضی صاحب سمجھائیں۔ کہ جب اول المکفرین بانی فتوی تکفیر مومن ہو گیا۔ تو باقی ناکردہ گناہوں کا کیا قصور ہے۔"

احباب کرام! اس زور عبارت اور حد سے بڑھی ہوئی حماقت کو دیکھیں۔ محمد حسین اپنے کسی بیان عدالت میں حضرت مسیح موعود کی تکفیر سے رجوع کرتا ہے۔ تو اس سے یہ کیسے لازم آ گیا۔ کہ وہ خود بھی مومن ہے۔ یہ تو سے کہیئے۔ جو مسیح موعود پر فتویٰ کفر لگانے کی وجہ ہی سے اسکو کافر سمجھتا ہو۔ ہمارے نزدیک تو انکار مسیح موعود اور عدم بیعت وجہ ہے کافر ہونے کی۔ پشاوری صاحب تو معذور ہیں۔ ایڈیٹر پیغام کو کیا ہو گیا کہ اس نے ایسا لغو سوال درج کر دیا۔ کلمہ گوؤں کو کافر کہنے کا الزام ہمیں دیتے ہو۔ حملہ بر خود میکنی اے سادہ لوح۔ جو کلمہ گو مسیح موعود کو کافر سمجھتے ہیں۔ انکو آپ کافر سمجھتے ہیں یا نہیں اگر سمجھتے ہیں تو کیا وہ کلمہ گو نہیں۔

مضمون زیر بحث میں تو میں نے صرف رجوع عن التکفیر ہی دکھایا تھا۔ اور اس کی بناء پر پشاوری استدلال میرے خلاف مسیح حماقت ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی سے تو اس کا ایمان لانا دوسری طرح پر بھی ثابت نہیں ہوتا۔ چنانچہ استفتاء سنہ ۱۸۹۷ء میں لکھتے ہیں:۔

"فرعون سے مراد محمد حسین ہے۔ خدا کی طرف سے ایک کشف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ بالآخر ایمان لائیگا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایمان فرعون کی طرح صرف اسی قدر ہوگا کہ اٰمنت بالذی اٰمنت بہ بنو اسرائیل یا پرہیزگار لوگوں کی طرح۔

سو اب انکی موت نے بتا دیا کہ اس کا ایمان مثل فرعون بحالت نزع ہے جو غیر مقبول ہے۔ وما امر فرعون برشید یقدم قومہ یوم القیمۃ فاوردھم النار وبئس الورد المورود واتبعوا فی ھذہٖ لعنۃ و یوم القیمۃ بئس الرفد المرفود ۔ (اکمل قادیان)

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب منصف رعیہ

بمقام نارووال درجہ اوّل

نمبر مقدمہ ۱۴۵۰ سنہ ۱۹۲۱ء

محمد علی ولد غلام جعفر قوم شیخ ساکن نارووال مدعی بنام میراں بخش ولد بوڑا قوم جٹ ساکن سراں تحصیل رعیہ۔ مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ 175/ روپے بر دستک

بمقدمہ مندرجہ عنوان بیان حلفی مدعی پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سے گریز کرتا ہے لہذا بمنشائے زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ اشتہار بنام مدعا علیہ بہ تقرر ۲۲ جاری کیا جاتا ہے۔ اگر مدعا علیہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہوا تو اس کے بر خلاف یکطرفہ کارروائی کی جاویگی۔

مہر عدالت

قادیان میں رہائش کرنیوالوں کو مژدہ

۱۔ ایک مکان نور ہسپتال کے قریب دس کرم کے فاصلہ پر جس کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ برائے فروخت موجود ہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

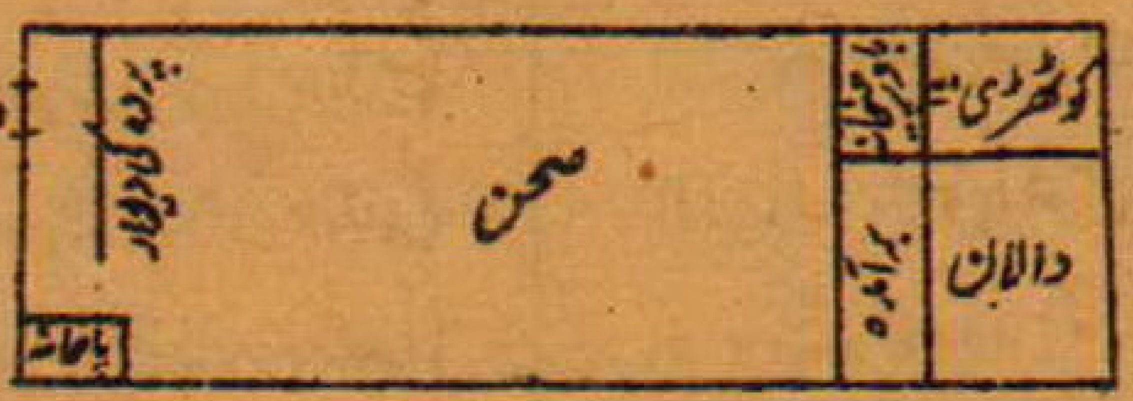

تمام مکان پختہ بنا ہوا ہے۔

۲۔ سٹور احمدیہ کے جانب شمال ۲۵ فٹ کا بازار چھوڑ کر ایک بلاک پانچ کنال کا موجود ہے جس کے جنوب کی طرف بازار ۲۰ فٹ اور مشرق کی طرف بازار ۲۰ فٹ اور شمال کی طرف ایک گلی ۸ فٹ جاتی ہے۔

یہ قطعہ شہر کے نہایت قریب اور سٹور کے بالکل متصل ہے۔ اگر کوئی صاحب سارا خریدیگا تو چالیس روپے مرلہ۔ اور جو صاحب ایک کنال بطرف مشرق خریدیگا۔ اسکو بیتالیس روپے مرلہ کے حساب سے فروخت ہو گا۔ خریداران مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

المشتہر:۔ عبد العزیز خان اوجیالہ مینیجر سٹور احمدیہ قادیان۔ پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہلحدیث اپنے قول سے پھرنا چاہتا ہے

معزز ناظرین "الفضل" کو معلوم ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث نے ۶ر جنوری کے اہلحدیث میں ہمیں ایک چیلنج دیا۔ جس کا جواب ۹ر جنوری کے الفضل میں چھاپ دیا گیا۔ جس کے اخیر میں ہم نے یہ خدشہ ظاہر کر دیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب حسب معمول کوئی نئی بات پیدا کر کے یہ پیالہ جو خود اپنے لئے تجویز کیا ہے ٹالنا چاہینگے۔ سو آخر وہی ہوا۔ جو ہم کہتے تھے یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی بات پر قائم نہ رہے جب دیکھا کہ صیاد سر پر ہے۔ اور اس کی ایک ہی ضرب کام تمام کر دیگی۔ تو دوسرے سوراخ سے سر جا نکالا۔ ؎

جلوے مری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھ سے کہاں چھپینگے وہ ایسے کہاں کے ہیں

میں ہر ایک بیدار۔ انصاف پسند۔ خدا خوف انسان کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ وہ مندرجہ ذیل تفصیلی کیفیت کو غور سے پڑھے۔

ثنائی چیلنج کی تمہید

مولوی صاحب نے مضمون کا عنوان رکھا ہے "جھوٹوں کا ہرگز اعتبار نہ کرو" اور پھر لکھا ہے:۔

"اسلام میں جھوٹ کے تین درجے ہیں۔ مخلوق پر جھوٹ رسول پر جھوٹ۔ اور اللہ پر جھوٹ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہٗ فی النار اس کے معنے ہیں۔ جھوٹی حدیث بنا کر حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرے۔

محدثین کا عام قانون ہے کہ جو شخص ایک حدیث بھی جھوٹی بنائے۔ اس کی کوئی حدیث صحیح نہیں × × × اس مقبولہ قاعدہ کے مطابق ہم دیکھتے اور دکھاتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب قادیانی اور ان کے اتباع کا کیا حال ہے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ صحاح ستہ کے مصنفوں سے کوئی زندہ ہوتا۔ یا امام الجرح والتعدیل یحیٰی بن معین یا محک رجال امام دارقطنی زندہ ہوتے۔ تو مرزا صاحب قادیانی اور ان کے اتباع کو واضعین حدیث میں لکھ کر ان کی کل روایات کو موضوع (جھوٹی حدیثیں) بتلاتے ہم اس دعوئی کو بے دلیل چھوڑنا نہیں چاہتے ورنہ ہم میں اور انہیں بحیثیت علم کے فرق کیا ہوگا۔" (اہلحدیث صفحہ اول ۶ر جنوری)

اس تمہید کو پڑھ کر پڑھنے والے پر کیا اثر ہوتا ہے وہی جو اس کے الفاظ کا منشا ہے۔ یعنی یہی کہ (سیدنا) مرزا صاحب (مسیح موعود) من کذب علیّ متعمداً کے مصداق ہیں۔ انھوں نے جان بوجھ کر ایک حدیث خود وضع کی۔ اس کے متعلق کوئی غلط فہمی کی بات نہیں ہوئی۔ نہ بھول چوک۔ اسلئے وہ (مرزا صاحب) اور ان کے اتباع واضعین حدیث میں سے ہیں۔ اور یہ دعوے بے دلیل نہیں۔ بلکہ اس کی مثال موجود ہے۔ جو بڑے دھڑلے سے پیش کی جاتی ہے:

بیان ثنائی

وہ یہ کہ "مرزا صاحب نے بدولت اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۸۳ پر حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ نسائی نے ابی ہریرہ سے دجال کی صفت میں آنحضرت صلعم سے یہ حدیث لکھی ہے۔

یخرج فی آخر الزمان دجّال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضأن السنتھم احلی من العسل وقلوبھم قلوب الذیاب۔ یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال کا نکلے گا۔ وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دینگے × × × × × × × × × × × ×

حالانکہ اصل حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین (مشکوٰۃ باب الریا) یعنی بجائے دجّال کے رجال ہے۔ اور رجال جمع رجل کی جس کے معنے ہیں بہت سے لوگ × × × × × × چونکہ یہ حدیث دراصل مرزا صاحب جیسے دنیا داروں کے حق میں تھی۔ اس لئے مرزا صاحب نے اس کو بگاڑ کر بادریوں کے حق میں لگا کر ان کو دجّال بنا دیا۔ مگر ان کے ایسا کرنے پر ہمیں ایک شعر یاد آیا۔

(اہلحدیث ۶ر جنوری صفحہ ۲)

ناظرین کیا سمجھے؟ یہی کہ پہلے ثناء اللہ نے تمہید میں سیدنا ومولانا مسیح موعود حضرت) مرزا صاحب کو من کذب علیّ متعمداً کا مصداق بنایا۔ اور آپ کی ذات بابرکات کو جھوٹی حدیثیں بنانے والا قرار دیا۔ اور پھر اس کی مثال یہ پیش کی ہے۔ کہ تحفہ گولڑویہ میں ایک روایت لکھی ہے۔ جس میں حدیث کا لفظ تو رجال تھا۔ مگر (سیدنا) مرزا صاحب نے اسے بگاڑ کر دجّال بنا دیا۔ حالانکہ وہ اس کے خود مصداق تھے۔ اب اس مزعومہ و نام نہاد تحریف لفظی کو جو متعمداً کذب علی الرسول ہے۔ سامنے رکھ کر جناب ابو الوفا ہمیں ان الفاظ میں چیلنج دیتے ہیں۔

چیلنج کے الفاظ

"قادیان اور لاہور کی پارٹیوں سے تعلق رکھنے والو! بلکہ ان کے سوا بھی کسی اور پارٹی کے ممبرو۔ اگر تم مرزا صاحب قادیانی کی روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۸ کسی کتاب سے دکھا دو۔ تو لدھانہ کا تین سو روپیہ تم سے لیا ہوا واپس کرنے کا وعدہ لکھا لو۔"

اس چیلنج سے ہمارے ذمے کیا فرض عائد ہوتا ہے صرف یہ کہ ہم روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۸ کسی کتاب سے دکھا دیں۔ اور تین سو روپیہ لیں۔ یہاں کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ ہم یخرج فی آخر الزمان دجال (د کے ساتھ نہ کہ ر کے ساتھ) کسی کتاب سے دکھا دیں۔ جس سے یہ واضح ہو جائیگا۔ کہ سیدنا مسیح موعود حضرت مرزا صاحب نے رجال کو بگاڑ کر دجّال نہیں بنا دیا۔ بلکہ حدیث کی کتاب میں لکھا ہوا ہی یوں تھا۔ اور بس۔ چنانچہ ہم نے الفضل ۹ر جنوری میں رکھ دیا:۔

"ہم بڑی خوشی کے ساتھ مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج منظور کرتے ہیں۔ وہ تین سو روپیہ جمع کرا دیں اور ایک معقول مجلس ہو جسمیں فریقین کے آدمی مساوی ہونگے۔ پہلے آپ کے چیلنج کے الفاظ پڑھے جائینگے۔ پھر ہم خدا کے فضل سے نہ صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی کتاب سے بلکہ مشہور کتاب حدیث ہی یہ الفاظ دکھا دینگے۔ "یخرج فی اخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین۔"

ہمارا جواب صاف ہے۔ اور ہماری پوزیشن ظاہر۔ ایک شخص ہمارے امام ہمام پر الزام دیتا ہے ... نسبت کذب علی الرسول کا اور یہ کہ الفاظ حدیث کو خود بگاڑ کر کچھ اور لکھ دیا۔ ہم نے کہا۔ الزام دینے والا جھوٹ کہتا ہے۔ ہم یہ روایت .. جو تحفہ گولڑویہ میں ہے مشہور کتاب حدیث سے دکھا دینگے۔ چیلنج میں تو کہا گیا ہے۔ کسی کتاب سے۔ مگر ہم نے خود اپنے پر پابندی عائد کرلی۔ کہ نہ صرف کسی کتاب سے بلکہ کتاب حدیث سے اور کتاب حدیث بھی "مشہور کتاب حدیث" اب اس کے جواب میں مراسلہ ثنائی ملاحظہ ہو۔

مراسلہ ثنائی

"دفتر اہلحدیث امرتسر ۱۴/۱/۲۳

چیلنج کا تین سو جمع کرادیا

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل۔

الفضل مورخہ ۹ر جنوری میں میرے چیلنج کی منظوری از جانب قاضی محمد اکمل صاحب شایع ہوئی ہے جمیر موصوف نے مجھ سے تقاضا کیا ہے۔ کہ میں مبلغ تین سو انعامی رقم جمع کرادوں۔ تو وہ حدیث مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷ دکھا دینگے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

یخرج دجال یختلون۔

اسلئے میں آپکے ذریعہ سے آپکے ناظرین کو عموماً اور خود قاضی صاحب کو خصوصاً اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے حسب تحریر ان کے مبلغ تین سو بدکان حاجی نور احمد صاحب سوداگر چرم امرتسر جمع کرادیا جس کی اصل رسید بھی ارسال ہے۔

یہ تو احمدی علماء کو بھی معلوم ہوگا کہ اہل علم کے نزدیک یہ قاعدہ مسلم اور مروج ہے کہ جس کتاب مخرج کے الفاظ میں شک ہو۔ اس کی تصحیح مند ... کی تحقیق ... ہے۔ چنانچہ اسی اصول کے مطابق الفضل مورخہ ۱۲ر جنوری میں ایک مضمون منشی خادم حسین صاحب کا حدیث الاسماء والصفات

کے متعلق نکل چکا ... ہم معقول مقبولہ اصول کے ... رہینگے۔ ہاں اس امر کے اظہار یا شرط کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بعد عدم ثبوت یہ بات خود بخود ثابت ہو جائیگی۔ کہ مرزا صاحب قادیانی روایت حدیث میں معتبر یا محتاط نہ تھے۔

مجلس دفتر اہلحدیث میں ہوگی۔ جسمیں میری طرف سے میرے علاوہ چار اہل علم ہونگے۔ اُتنے ہی حسب عدد آپ لوگ۔ دن کسی اتوار کا ہوگا۔ اور وقت نو بجے صبح۔ جب آپ آنا چاہیں۔ مجھے ایک روز پہلے اطلاع کردیں۔ میں ہوں احمدیوں کا بھی خیرخواہ

ابوالوفا ثناء اللہ اڈیٹر اہلحدیث امرتسر"

لحید ثنائی نمبر اول

ناظرین نے مولوی ابوالوفاء کا جواب پڑھ لیا؟ کیا ثناء اللہ اپنے قول پر قائم رہا۔ اس کا تو دعویٰ یہ تھا کہ (سیدنا مسیح موعود حضرت) مرزا صاحب من کذب علی متعمدا کی زد میں ہیں۔ اور ائمہ حدیث کا فتویٰ ان پر یہ ہے۔ کہ وہ واضع حدیث ہیں۔ اس بناء پر کہ انھوں نے خود لفظ حدیث بگاڑا اور رجال کو دجال بنا کر لکھ دیا۔ اور اب یہ لکھا ہے۔ کہ مخرج نہیں۔ بلکہ سند دیکھی جائیگی۔ اور سند سے ثبوت نہ دے سکنے کی صورت میں صرف یہ ثابت ہوگا کہ مرزا صاحب روایت حدیث میں معتبر یا محتاط نہ تھے نہ کہ واضع حدیث

خیر ہم مراسلہ میں جو نئی بات پیدا کی گئی ہے۔ اس کے متعلق زیادہ نہیں لکھتے۔ تاکہ آپ کو فرار کا موقعہ نہ ملے۔ جہاں فیصلہ روپے کے متعلق ہوگا وہاں یہ بھی دیکھ لیا جائیگا کہ یا آپکا اصل یہ چیلنج کیا ہے۔ اور یہ ایزادی بعد از وقت ہے۔

لحید ثنائی نمبر ۲

آپ کی نیت نہ صرف چیلنج کے الفاظ کو چھوڑ دینے سے ظاہر ہے۔ بلکہ اس رسید سے بھی اظہر من الشمس ہے۔ جو آپنے اس مراسلہ کے ساتھ بھجوائی ہے۔ رسید کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

باعث تحریر آنکہ

مبلغ تین سو روپیہ نصف جس کے مبلغ ایکسو پچاس روپیہ ہوتے ہیں۔ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے برائے فیصلہ مرزائیاں ہمارے پاس امانت جمع کروا دیا ہے۔ لہذا رسید لکھ دی کہ سند رہے۔

مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۲۳ء۔ حاجی نور احمد میونسپل کمشنر مالک دکان موسومہ حاجی غلام حسین نور احمد سوداگران چرم امرتسر

نور احمد بقلم خود

اس رسید کے الفاظ بتاتے ہیں کہ جسے روپے کا امین بنایا گیا ہے۔ وہ سلسلہ احمدیہ سے ایسا شدید بغض رکھتا ہے۔ کہ احمدیوں کا نام بھی صحیح نہیں لیتا۔ مرزائی کہتا ہے۔ حالانکہ مرزائی کوئی مذہب نہیں۔ دوم الفاظ مبہم ہیں۔ یعنی لکھا ہے کہ برائے فیصلہ مرزائیاں۔ کونسا فیصلہ؟ یہاں تو اس چیلنج کے الفاظ جو اہلحدیث میں درج ہیں۔ نقل کرنے چاہئیں۔ اور اہلحدیث کا حوالہ تاریخ و نمبر کے ساتھ دینا چاہیئے۔ سوم روپے کے امین کو حق دینا چاہیئے۔ کہ جب روایت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷ کسی کتاب حدیث سے دکھا دی جائے۔ تو وہ روپیہ اس فریق حق کے حوالے کرے۔ چہارم۔ امین مسلمہ فریقین چاہیئے۔ جو یہ بھی دیکھ لے۔ کہ اصل چیلنج کیا ہے۔ اور ہم نے آپ کا مطالبہ پورا کردیا یا نہیں۔ ہمارے نزدیک بہتر ہوگا کہ امین شیخ عبدالقادر صاحب بالقابہ بیرسٹر جناب خانصاحب شیخ عبدالعزیز صاحب۔ پنڈت شو نرائن صاحب وکیل ہائیکورٹ میں سے کوئی صاحب ہوں۔ آپ روپیہ باضابطہ بشرائط معقولہ جمع کرائیں۔ اور اپنے چیلنج کے الفاظ پر آئیں۔

(الحمل۔ قادیان دار الامان ۱۶ر جنوری ۱۹۲۳ء)

رُباعیات اختر

حسن در کوچہ و بازار تجلی دارد
جلوہ بر جملہ و بر بام ضیا میبارد
اختر از صرف نگاہ است نہ از حرف گناہ

سوال

باغبان این چمن حسن چرا میکارد

باغبان لالہ و گل سنبل و نسرین کارد
چون بہ تاثیر صبا رو بہ شگفتن آرد
بستہ گلدستہ بہ ہر یک ز کرم بسپارد
تا نہ کس چشم طمع بر گل دیگر دارد

مولوی غلام ... اوجلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کی خبریں

گورنمنٹ بہار نے سیتا مڑہی کو فسادی رقبہ قرار دیا پٹنہ۔ ۱۱ جنوری گورنمنٹ بہار نے تھانہ سیتا مڑہی کو پولیس ایکٹ کے ماتحت فسادی رقبہ قرار دیا ہے۔ اور مزید پولیس کے قیام کے واسطے وہاں کے باشندوں پر ۲۵ ہزار روپیہ کا بار ڈالا ہے۔

سارجنٹ گاسکن لاپتہ ہیں۔ جھانسی۔ ۱۲ جنوری۔ جھانسی پولیس کے سرجنٹ گاسکن جن کی عمر ۵۰ سال ہے۔ ۷ جنوری کی شب کو کہیں چلے گئے اور دوبارہ واپس نہیں آئے ان کا نشان نہیں ملا لیکن ۱۰ جنوری کو ارٹ گنج کے قریب ان کی ہیٹ اور سائیکل ٹوٹی ہوئی حالت میں پائی گئی۔

بنگال کے چیف سیکرٹری کلکتہ۔ ۱۲ جنوری۔ اگرچہ سرکاری طور پر اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ مسٹر [illegible] کے بجائے مسٹر جے [illegible]

ہندوستان میں ابتک کتنے قید ہوئے ہمعصر قومی رپورٹ نے ایک فہرست شائع کی ہے جس میں ہندوستان کے مختلف شہروں میں تارکان موالات کی گرفتاریوں کی تعداد بتلائی گئی ہے ہمعصر مذکور لکھتا ہے کہ ۳۰ دسمبر تک ہندوستان میں تقریباً ساڑھے تیرہ ہزار آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔

قلمی "سوراجیہ" کا اجراء الہ آباد۔ ۱۲ جنوری۔ مقامی ہندی اخبار "سوراجیہ" سے دو ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی وہ اسنے دینا قبول نہ کی۔ اور وہ اب انڈی پنڈنٹ کی طرح قلمی شائع ہو رہا ہے۔

لالہ لاجپت رائے و دیگر لیڈروں کی رہائی خبر ہے۔ کہ لالہ لاجپت رائے صدر مستنم۔ ڈاکٹر گوپی چند۔ ملک لال خاں صاحب رہا کر دیئے گئے۔

لاش قبر سے نکال [illegible] دہلی۔ جنوری ۱۲۔ ایک مسلمان شہواہیہ فروش جو کہ ۱۵ دسمبر گذشتہ کو فوت ہوا تھا۔ رانچی قبرستان میں لوگوں نے اس وقت تک دفن نہ کرنے دیا جب تک پولیس کی مدد حاصل کی گئی۔ مگر ان کے جانے کے بعد رات کے وقت لاش قبر سے نکال دی اور اس کا چہرہ بالکل خراب کر کے پبلک سڑک پر پھینک دی گئی۔

رنڈیاں بھی والنٹیر لکھنؤ میں رنڈیاں بھی والنٹیر بن رہی ہیں۔ اور لیکچر دے کر دوسروں کو بھی ترغیب دے رہی ہیں۔

دکانوں میں کا نعرہ زمانہ کس سرعت سے تبدیل ہو رہا ہے۔ ابھی تھوڑے ہی زمانہ کا ذکر ہے کہ دیہات میں جاہل سکھ "اللہ اکبر" کی صدا بلند کرنے والوں کو زدوکوب کرتے تھے۔ لیکن ۱۰ جنوری کی شام کو ننکانہ صاحب کے قریب رہائی یافتہ اکالیوں کے ہمراہ جو جم غفیر سکھوں اور ہندو مسلمانوں کا جمع ہو گیا تھا اس میں ایک معقول تعداد اکالیوں کی بھی تھی۔ جو اللہ اکبر کا نعرہ بھی بلند کرتی تھیں۔

اخبار ڈیلی کرانیکل لکھتا ہے کہ گاندھی پارٹی کی کوشش کے باوجود شہزادہ ویلز کی شخصیت نے ہندوستانیوں پر بہت اچھا اثر ڈالا ہے۔ یہ ہندوستان کی بدقسمتی ہے۔ کہ مسٹر گاندھی جیسا لیڈر اس وقت پیدا ہو گیا۔

غیر ممالک کی خبریں

آئرلینڈ والوں کو انتظام حکومت دیا جائیگا لنڈن۔ ۱۰ جنوری (اسٹیٹسمین کا خاص تار) وزارت کی وہ کمیٹی جو آئرلینڈ کے مسائل تصفیہ کرنے کی غرض سے مقرر کی گئی ہے۔ اس کے جلسے روزانہ ہو رہے ہیں۔ وہ آئرلینڈ کے قائم مقاموں کے آنے کی منتظر ہے۔ جن کو تمام اختیارات دیدیئے جائینگے۔ تاکہ وہ آئرلینڈ میں عارضی طور پر گورنمنٹ قائم کر لیں۔ ابتدائی مراحل تو تقریباً سب طے ہو چکے ہیں۔ اور اب جلد سے جلد آئرلینڈ کے وزراء کو تمام اختیارات حکومت حوالہ کر دیئے جائینگے۔ اور اس کے بعد ہی آئرلینڈ سے برطانوی سپاہ کی واپسی شروع ہو جائیگی۔

جنوبی آفریقہ کے کانکنوں کی ہڑتال لنڈن۔ ۱۰ جنوری۔ جالمبرگ کا تار مظہر ہے کہ سونے کی کانوں کے ملازمین کی ہڑتال پوری رفتار سے جاری ہے۔ اس ہڑتال میں ۲۰ ہزار آدمی شامل ہیں۔

جاپانی شہزادہ کا انتقال لندن۔ ۱۰ جنوری۔ ٹوکیو کا تار مظہر ہے کہ پرنس اورکوما کا انتقال ہو گیا ہے۔

فرانسیسی وزیراعظم کا استعفےٰ لندن۔ ۱۳ جنوری موسیو برآینڈ نے استعفا دیدیا ہے۔

فلسطین کے رئیس العلماء بیت المقدس۔ ۱۰ جنوری حاجی امین الحسینی مفتی بیت المقدس غالب مسلم رائے سے فلسطین کے رئیس العلماء منتخب ہوئے ہیں۔ حسینی کی صدارت میں مسلمانوں کے تمام [illegible] اور علاقوں کے انتظام کے لئے چار اور معززین بطور کونسل منتخب ہوئے ہیں۔

باغیانہ خط ۱۰ جنوری۔ لنڈن سر جارج ینگر نے ایک خط بعض [illegible] کے نیشنلسٹ ممبروں کے نام شائع کیا ہے۔ جس میں کہا جاتا ہے۔ کہ وزیراعظم سے عدم وفاداری کا اظہار کیا گیا ہے۔

مسینا میں زمین ابتک پھسلی جا رہی ہے۔ اس سے سان فراٹیلو کا ضلع نصارے کا سارا سمندر میں غرق ہو چکا ہے۔

انگلستان میں انفلوئنزا لندن۔ ۱۳ جنوری گذشتہ چند دنوں میں بہت ترقی کر گیا ہے۔ اور سرکاری طور پر وبا کا اعلان کیا گیا ہے۔ کہ بیماری نے وبائی صورت اختیار کر لی ہے۔ ڈاکٹروں اور نرسوں کی ایک بڑی تعداد کے بیمار ہو جانے سے مشکلات بڑھ رہی ہیں۔ صرف بارتھلومیو کے ہسپتال میں ساٹھ ڈاکٹر اور نرسیں بیمار پڑے ہیں۔ پولیس کے سپاہی اور ٹریم کار چلانے والے بہت بیمار ہو رہے ہیں۔

بیروت کا پیغام مظہر ہے کہ فرانس نے سلیشیا کو پوری طرح خالی کر دیا۔

[illegible] پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا